© rasailojaraid.com

کاروانِ اسلاف کا بچھڑا مسافر

مولانا عبدالقدوس محمدی

یہ آج سے تیرہ برس قبل کی بات ہے۔ہم جامعہ الرشید کراچی میں ایک کورس میں شریک تھے،کورس کے اختتام پر رئیس المحدثین شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان تشریف لائے،سوالات جوابات کی نشست ہوئی،کسی نے پوچھا''سنا ہے وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے حکومتی دباؤ میں آکر فلاں فیصلہ کیا ہے''۔مولانا سلیم اللہ خان کچھ دیر سوال کرنے والے کو غور سے دیکھتے رہے پھر اپنا ہاتھ فضا میں بلند کیا اور ارشاد فرمایا''جب تک سلیم اللہ خان زندہ ہے کسی ماں نے ایسا بیٹا نہیں جنا جو دباؤ ڈال کر وفاق المدارس سے کوئی فیصلہ کروا سکے''اس جملے میں ایک مردِ حق کا ایسا یقین اور ایسا بانکپن تھا کہ تمام شرکائے محفل جھوم اٹھے۔اس وقت تو اس جملے نے بڑا لطف دیا لیکن بعد میں ذرا اس پر غور کیا تو اس جملے پر یقین کرنا ذرا مشکل لگا اور گاہے یہ خیال گزرتا کہ حضرت نے ویسے ہی شرکائے محفل کو تسلی دینے کے لیے ایسے فرما دیا ہوگا مگر پھر اللہ رب العزت نے اپنی رحمت سے وفاق المدارس کے اکابر کی خدمت کی سعادت سے نوازا۔حضرت صدرِ وفاق کو کئی اجلاسوں اور مذاکرات کے دوران دیکھا،سنا،ان کے طرزِ عمل کا جائزہ لیا تو ہر گزرتے دن کے ساتھ علم الیقین،عین الیقین میں اور عین الیقین حق الیقین میں بدلتا چلا گیا کہ واقعتاً جب تک''سلیم اللہ خان زندہ ہے کسی ماں نے ایسا بیٹا نہیں جنا جو دباؤ ڈال کر وفاق المدارس سے کوئی فیصلہ کروا سکے''بھرے اجلاس میں حضرت شیخ کا محض وجود ہی بڑی غنیمت ہوتا۔وہ کچھ نہیں بولتے تھے مگر ان کو اللہ رب العزت نے انہیں جو رعب عطا فرمایا تھا وہ محض دید نی تھا شنید نی نہیں۔مولانا محمد حنیف جالندھری ان کی زبان تھے،حضرت صدرِ وفاق سے پہلے مشورہ کر لیتے،رہنمائی لے لیتے اور پھر ان کی بات جچے تلے الفاظ،خوبصورت انداز اور بڑے اعتماد سے کہتے،حضرت شیخ ان کی تائید فرماتے رہتے،اجلاس کے اختتام پر مسکرا کر مہرِ تصدیق بھی ثبت فرماتے اور حوصلہ افزائی بھی فرماتے اور جب کبھی ضرورت پڑتی تو حضرت شیخ کی ایک''نہ''،ان کے سرِ مبارک کی نفی یا اثبات میں حرکت ہی بہت سی تقریروں اور تحریروں پر بھاری ہوتی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وہ حقیقی معنوں میں لا یخافون لومۃ لائم کا مصداق تھے۔ بہت پہلے کی کیا بات کریں؟ موجودہ صدرِ پاکستان ممنون حسین سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے، دیگر علمائے کرام بھی تھے، صدرِ مملکت تشریف لائے، تھوڑی دیر میں کیمروں والے ہال میں داخل ہوئے، ہاتھ فضا میں بلند کیا اور انہیں کیمرے ہٹانے کا حکم دیا، پاکستان کے صدر کی موجودگی میں صدرِ وفاق کے اشارے پر انہیں اپنے کیمرے سمیٹنے پڑے۔ ان کی جگہ کوئی اور ہوتا تو سوچتا صدر صاحب کیا کہیں گے؟ باقی لوگ کیا سوچیں گے؟ لیکن انہوں نے جو رائے قائم کی ہر فورم پر اس پر کاربند رہ کر دکھایا، جسے حق سمجھا اس کا اظہار کیا، نہ ستائش کی تمنا رکھی، نہ صلے کی پرواہ کی نہ تبصروں اور طعنوں کو خاطر میں لائے۔

شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان ایک ایسی چٹان تھے جو بہت سے فتنوں کے دہانے پر آخری سانس تک ڈٹے رہے۔ اللہ رب العزت نے اس قدر مضبوط اعصاب عطا فرمائے تھے کہ انسان تصور کرکے ورطہ حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔ کوئی اہم موقع ہوتا تو کراچی۔ سے سفر کرتے، گاہے ان کا پڑاؤ ملتان میں ہوتا، کبھی اسلام آباد کی طرف رختِ سفر باندھ لیتے۔ کچھ عرصہ قبل مدارس۔ کے اجتماعات شروع ہوئے تو کراچی سے اسلام آباد تشریف لائے، اسلام آباد۔ سے پشاور، پشاور سے سوات، سوات۔ سے راولپنڈی، راولپنڈی سے مانسہرہ اور مانسہرہ سے راولپنڈی اور پھر کراچی واپس تشریف لے گئے۔ اللہ اللہ! ایسی اولوالعزمی، ایسی ہمت اور حوصلہ کہ رشک آتا۔ ہم جوان ہو کر تھک ہار جاتے مگر وہ اس عمر میں بھی ہمارے لیے عزم و استقلال کا استعارہ بنے رہتے۔ صرف ایک سفر نہیں ہر دینی تقاضے اور ہر اہم موقع پر تیار ہوتے، چل پڑتے، امتحانات کے پرچوں کی چیکنگ کا مرحلہ آتا تو ملتان میں آکر ڈیرے ڈال لیتے، کوئی اجلاس ہوتا تو اسلام آباد تشریف لے آتے۔ انہوں نے اپنے بڑھاپے اور اپنی علالت کو کبھی اپنے مقصد کی راہ میں رکاوٹ نہیں بننے دیا۔ جوان ان سے حوصلہ پاتے، بچے انہیں دیکھ کر اندازہ لگاتے کہ ہمارے اکابر کیسے تھے؟

دور سے دیکھنے والے یہ سمجھتے تھے کہ حضرت بہت جلالی طبیعت کے مالک ہیں لیکن قریب سے دیکھنے والوں کو معلوم ہے کہ اللہ نے انہیں سراپا شفقت و محبت بنایا تھا۔ علالت و نقاہت کے باوجود محمدی مسجد تشریف لائے، مسجد اور طلبہ کو دیکھ کر خوشی سے طبیعت باغ باغ ہوگئی۔ ہمیشہ شفقت کا مظاہرہ فرماتے اور ایسی شفقت کہ شرمندگی ہوتی۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں نیا نیا وفاق المدارس سے منسلک ہوا تھا۔ اسلام آباد ہوٹل میں حضرت کا قیام تھا، دیر تک لابی میں ان کے انتظار میں کھڑا رہا حضرت اپنے کمرے سے تشریف لائے، جلدی میں تھے اس لیے دور سے ہی عقیدت و محبت سے دیکھتا رہا اور آگے بڑھ کر مصافحہ بھی نہ کیا، وزارت داخلہ جانا تھا، عبدالرحمٰن ملک سے ملاقات اور مذاکرات تھے، اجلاس کے دوران وقفہ ہوا تو سلام عرض کیا، مصافحہ کیا، میرا خیال تھا شاید مجھے جانتے بھی نہیں ہوں گے، اشارے سے قریب ہونے کو کہا تو ارشاد فرمایا ''تم نے فلاں کالم میں یہ بات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بہت اچھی لکھی...... ماشاءاللہ...... اللہ قبول فرمالیں‘‘۔ میں ورطہ حیرت میں ڈوب گیا کہ کہاں یہ خیال کہ حضرت مجھے جانتے ہی نہ ہوں گے اور کہاں یہ عالم کہ کئی ماہ پرانا کالم اور اس کے مندرجات تک یاد ہیں اور اس پر حوصلہ افزائی فرمارہے ہیں۔

حضرت مدنی جیسے اکابر سے کسب فیض فرمایا، اسلاف واکابر سا مزاج اور انہی والے اوصاف پائے تھے وہ انہی قدسی نفوس لوگوں کے قافلے کے ایک فرد تھے۔ ان کے مسلک میں شاہوں کو سلامی روا تھی نہ بدلتے موسموں اور نت نئے رنگوں میں ڈھل جانا انہیں گوارا تھا، وہ اپنے اکابر کی دی ہوئی میراث کے معاملے میں کسی مداہنت کا تصور تک کرنے کے لیے آمادہ نہ تھے، انہوں نے زندگی کی آخری سانس تک جس بات کو حق سمجھا ڈنکے کی چوٹ پر بیان کیا، جو موقف اپنایا اس پر سر اٹھا کر کھڑے رہے، جو راستہ چنا اسی پر چلتے چلے گئے، بدلتے ہوئے حالات ان پر اثر انداز نہیں ہوئے لیکن انہوں نے حالات کے دھارے کا رخ موڑ کر چھوڑا، نائن الیون کے بعد جب مدارس عالمی ایجنڈے پر آئے، دینی مدارس کے لیے عرصہ حیات تنگ کیا گیا، مدارس کی مشکیں کسنے کی کوشش کی گئی، مدارس کا حلیہ بگاڑنے کے منصوبے بنے، مدارس کے گرد سازشوں اور ریشہ دوانیوں کے جالے بننے کے جتن کیے گئے، کبھی مدارس کا نصاب اور کبھی مدارس کا نظام ہدف بنا تب خوش قسمتی سے مولانا سلیم اللہ خان وفاق المدارس کے صدر تھے ان کٹھن حالات میں مدارس کے سامنے شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان جیسا بھاری پتھر، مولانا محمد حنیف جالندھری جیسی چٹان اور دیگر اکابر کی شکل میں ایسے پہریدار موجود تھے اور محض اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے مدارس کے نصاب میں ایک لفظ کی تبدیلی نہ کی جاسکی، مدارس کے نظام کی عمارت کی کوئی ایک اینٹ بھی نہ سرکائی جاسکی، ہوائیں کتنی ہی تند وتیز رہیں لیکن شیخ سلیم اللہ خان جیسے درویش منش انسان اپنے آخری سانس تک اپنے پرانے چراغوں کو جلائے دنیا بھر میں ان کی روشنی بانٹتے رہے۔ وہ جاگتے تھے اور ہم سب میٹھی نیند سویا کرتے تھے لیکن آج وہ ہمیشہ کے لیے میٹھی نیند سو گئے ہیں نہ جانے اب میٹھی نیند سونے والوں کا کیا بنے گا؟

☆☆☆

© rasailojaraid.com